حدیث قرطاس

پہلا اعتراض:

حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے قلم و قرطاس نہیں دیا؟

جواب:

بخاری شریف میں دو جگہ حدیث[۱,۲] پاک آئی ہے ایک میں تو حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کا ذکر ہی نہیں ہے،دونوں احادیث کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ مطالبہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تھا ہی نہیں بلکہ وہاں پر موجود تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے تھا اور وہاں پر حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ بھی موجود تھے اور اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دوسرے حضرات بھی موجود تھے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ پر اعتراض بنتا ہی نہیں۔

حالانکہ مسند احمد میں حدیث پاک ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کاغذ قلم لے آؤ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے ایک طبق لانے کا حکم دیا تاکہ آپ اس میں ایسی ہدایات لکھ دیں جن کی موجودگی میں نبی کریم ﷺ کے بعد امت گمراہ نہ ہو سکے ، مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں کاغذ لینے کے لئے جاؤں اور پیچھے سے نبی ﷺ کی روح مبارک پرواز کر جائے ، اس لئے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ! آپ مجھے زبانی بتا دیجئے ، میں اسے یاد رکھوں گا ، فرمایا میں نماز اور زکوٰۃ کی وصیت کرتا ہوں نیز غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کرتا ہوں۔ (۳)

دوسرا اعتراض:

کاغذ قلم نہ دینا بے ادبی ہے۔

جواب:

نبی کریم ﷺ نے جب عمرہ کرنا چاہا تو آپ نے مکہ میں داخلہ کے لیے مکہ کے لوگوں سے اجازت لینے کے لیے آدمی بھیجا۔ انہوں نے اس شرط کے ساتھ (اجازت دی) کہ مکہ میں تین دن سے زیادہ قیام نہ کریں۔ ہتھیار نیام میں رکھے بغیر داخل نہ ہوں اور (مکہ کے) کسی آدمی کو اپنے ساتھ (مدینہ) نہ لے جائیں (اگرچہ وہ جانا چاہے) انہوں نے بیان کیا کہ پھر ان شرائط کو

---

(۱) أخرجه البخاري في "صحيحه"، كتاب العلم ، باب كتابة العلم ، رقم الحديث (114).
(۲) أخرجه البخاري في "صحيحه"، كتاب المغازي ، باب مرض النبي ﷺ ووفاته ، رقم الحديث (4431).
(۳) أخرجه أحمد في "المسند" رقم الحديث (693).

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھنا شروع کیا اور اس طرح "یہ محمد اللہ کے رسول کے صلح نامہ کی تحریر ہے۔" مکہ والوں نے کہا کہ اگر ہم جان لیتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو پھر آپ کو روکتے ہی نہیں بلکہ آپ پر ایمان لاتے، اس لیے تمہیں یوں لکھنا چاہئے، "یہ محمد بن عبداللہ کی صلح نامہ کی تحریر ہے"۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا، اللہ گواہ ہے کہ میں محمد بن عبداللہ ہوں اور اللہ گواہ ہے کہ میں اللہ کا رسول بھی ہوں۔ آپ ﷺ اُمی تھے۔ راوی نے بیان کیا کہ آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ رسول اللہ کا لفظ مٹا دو۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ اللہ کی قسم! یہ لفظ تو میں کبھی نہ مٹاؤں گا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر مجھے دکھلاؤ، راوی نے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ ﷺ کو وہ لفظ دکھایا۔ اور آپ ﷺ نے خود اپنے ہاتھ سے اسے مٹا دیا۔ (۱)

تو کیا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نہ مٹانا بے ادبی ہے؟ بالکل نہیں بلکہ ان کا ایسا نہ کرنا ادب اور محبت کی وجہ سے تھا۔

جب نبی کریم ﷺ آخری عمر میں شدید بیمار ہو گئے تو آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا چنانچہ آخر (بیماری) کے دنوں میں ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھاتے رہے۔ پھر جب نبی کریم ﷺ کو مزاج کچھ ہلکا معلوم ہوا تو دو مردوں کا سہارا لے کر جن میں ایک حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے ظہر کی نماز کے لیے گھر سے باہر تشریف لائے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھا رہے تھے، جب انہوں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو پیچھے ہٹنا چاہا، لیکن نبی کریم ﷺ نے اشارے سے انہیں روکا کہ پیچھے نہ ہٹو! پھر آپ نے ان دونوں مردوں سے فرمایا کہ مجھے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بازو میں بٹھا دو۔ چنانچہ دونوں نے آپ کو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بازو میں بٹھا دیا۔ راوی نے کہا کہ پھر ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز میں نبی کریم ﷺ کی پیروی کر رہے تھے اور لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز کی پیروی کر رہے تھے۔ نبی کریم ﷺ بیٹھے بیٹھے نماز پڑھ رہے تھے۔ (۲)

تو کیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نماز جیسے اہم ترین فریضے میں حضور ﷺ کی طرف توجہ کرنا اور پیچھا ہٹنا بھی بے ادبی شمار ہو گا۔

---

(۱) أخرجه البخاري في "صحيحه"، كتاب الجزية، باب المصالحة على ثلاثة أيام أو وقت معلوم، رقم الحديث (3184).

(۲) أخرجه البخاري في "صحيحه"، كتاب الأذان، باب إنما جعل الإمام ليؤتم به، رقم الحديث (687).

تیسرا اعتراض:

حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا لکھنا تھا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھنے نہیں دیا۔

جواب:

- پہلی بات یہ کہ شیعہ کی معتبر کتب میں ان کا عقیدہ ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے حج سے واپسی پر غدیر خم کے موقع پر سب کے سامنے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا اعلان کر دیا تھا تو اب گھر میں تو اس کا مقصد ہی نہیں تھا۔
- دوسری بات یہ کہ فرض کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کاغذ قلم نہیں دیا تو باقی شخصیات بھی تو وہاں موجود تھیں ان کو کس نے روکا تھا اور قابل توجہ بات یہ ہے کہ حدیث (۱) پاک میں ہے کہ یہ واقعہ جمعرات والے دن کا ہے اور حضور ﷺ کی وفات پیر شریف کو ہے درمیان میں تین دن بنتے ہیں اس میں حضور ﷺ لکھ سکتے تھے لیکن اپ نے نہیں لکھا۔
- تیسری بات یہ کہ حضور ﷺ لکھنا چاہتے تھے اور لکھنے نہیں دیا گیا یہ بات قرآن اور منصب نبوت کے بالکل خلاف ہے ایسا ممکن ہی نہیں ہو سکتا۔
- چوتھی بات یہ کہ اگر حضور ﷺ کچھ لکھواتے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے لکھواتے کیونکہ حدیث میں ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، کہا: رسول اللہ ﷺ نے اپنے (آخری) مرض کے دوران مجھ سے فرمایا: "اپنے والد ابو بکر اور اپنے بھائی کو میرے پاس بلاؤ تاکہ میں ایک تحریر لکھ دوں، مجھے یہ خوف ہے کہ کوئی تمنا کرنے والا تمنا کرے گا اور کہنے والا کہے گا: میں زیادہ حقدار ہوں جبکہ اللہ بھی ابو بکر کے سوا (کسی اور کی جانشینی) سے انکار فرماتا ہے اور مومنین بھی"۔ (۲)
- پانچویں بات وصیت لکھنے میں پہلے مشیت الٰہی تھی اور بعد میں مشیت الٰہی نہ رہی اس لیے وصیت نہ لکھی گئی جیسا کہ لیلۃ القدر کے بارے میں ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بیس تاریخ کی صبح کو نبی کریم ﷺ اعتکاف سے نکلے اور ہمیں خطبہ دیا آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے لیلۃ القدر دکھائی گئی، لیکن بھلا دی گئی یا (آپ نے یہ فرمایا کہ) میں خود بھول گیا۔ (۳)

---

(۱) أخرجه البخاري في "صحيحه"، كتاب: المغازي باب، مرض النبي ﷺ ووفاته، رقم الحديث (4431).

(۲) أخرجه البخاري في "صحيحه"، كتاب الأحكام، باب الاستخلاف، رقم الحديث (7217).

(۳) أخرجه البخاري في "صحيحه"، كتاب، فضل ليلة القدر، باب التماس ليلة القدر، رقم الحديث (2016).